OPEN ACCESS
AL-TABYEEN
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.*

ISSN (Print): 2664-1178
ISSN (Online): 2664-1186
Jan-june 2023
Vol: 7, Issue: 1
altabyeen@ais.uol.edu.pk
OJS: hpej.net/journals/al-tabyeen/index

The Western Doubts and Ambiguities about Dawat-e-Deen (The preaching of Islam) and their solution in the opinion of various thinkers

مغرب میں دعوت دین کے متعلق شکوک وشبہات اوران کاازالہ مفکرین کی آراءکے تناظر میں

Mamoona Islam*
Government Associate College of Commerce for Women Sargodha, Pakistan
https://orcid.org/0009-0007-5386-264X

Abdul Ghaffar
Department Of Islamic Studies, University of Okara, Okara, Pakistan
https://orcid.org/0000-0002-5210-6515

Gulzar Ahmad
Department of Urdu, Beacon House, Liberty Campus, Lahore, Pakistan
https://orcid.org/0009-0006-5423-5878

ABSTRACT

The main purpose of the mission of the Messenger of Allah was to convey the message of Islam which continues to this day in different ways. Nowadays, owing to the modern information technology, the opportunities to make the preaching and preaching process of Islam more effective have increased to a great extent. From the study of religions, keeping this in view, some orientalists presented a historical study of Dawat-e-Islam. In this article, the doubts and suspicions regarding the Da'wah of Islam in the west have been mentioned and the baseless doubts or accusations have been resolved.

Keywords: Dawat-e-Din, Opinions, Religion of Islam, Faith, historical.

*Corresponding Author: **Mamoona Islam** (shaheerabdullah321@gmail.com)
Recived Date: 09 May 2023; Accepted: 20 May 2023; Published online: 22 June 2023

دین اسلام کی نشر واشاعت اور تبلیغ جو مختلف اسالیب اور پیرائے کے ساتھ دور حاضر تک جاری ہے۔ عصر حاضر میں جدید انفار مشین ٹیکنالوجی کی وجہ سے اسلام کے دعوتی و تبلیغی عمل کو مزید موثر بنانے کے مواقع بہت حد تک بڑھ گئے ہیں۔ مطالعہ مذاہب سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دین اسلام کے علاوہ تمام مذاہب غیر معتبر ہیں اور انہیں تاریخی اعتباریت بھی حاصل نہیں، جب کہ اسکے برعکس دین اسلام اپنے پیغام کی تاریخیت، ابدیت، اور کاملیت سے معتبر ثابت ہو چکا ہے۔ اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اہل مغرب نے دعوت اسلام کا تاریخی مطالعہ پیش کیا۔ جس میں سے نمایاں: پروفیسر تھامس آرنلڈ 1878-1930ء جنہوں نے "The Preaching of Islam, A History of the Propagation of the Muslim Faith" کے نام سے کتاب تحریر کی۔ جس میں پروفیسر تھامس آرنلڈ نے دلائل کے ساتھ اسلام کی دعوت کی تاریخ بیان کی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی دعوت و تبلیغ کے مناہج واسالیب کا ذکر کیا ہے اور خصوصی طور پر غیر مسلم مشنری ادارے جو اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے اور جبر کا درس دیتا ہے تاریخی اعتبار سے اسلام کے پھیلاؤ کو بیان کیا ہے۔ اوران کے اس مغالطے کا رد کیا ہے۔ جدید مشنری اعتراضات کے جواب کے لیے یہ رہنما کتاب ہے۔ جس کا مقالہ ہذا میں خصوصی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔

اسلامی موضوعات پر مغربی زبانوں میں موثر اور معیاری کتب کی کمی بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ انگریزی زبان میں اسلامیات پر ایک انتہائی وسیع کتب خانہ وجود میں آچکا ہے۔ تاہم مغرب کی دیگر زبانوں میں ایسی کتب جو اسلام کی ٹھیک ترجمانی کرتی ہوں اب بھی کمیاب ہیں۔ بہر حال اسباب خواہ کچھ بھی کیوں نہ رہے ہوں یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان مغرب میں "اسلام" کو متعارف کرانے میں کما حقہ کامیابی حاصل نہیں کر سکے ہیں۔

چنانچہ جرمن نومسلم دانشور ڈاکٹر مراد ولفرائڈ ہوف مین یہ کہنے میں حق بجانب معلوم ہوتے ہیں کہ

"روزمرہ کا مشاہدہ اور تجربہ ہے (اور یہ امر انتہائی افسوسناک ہے) کہ اسلامی دنیا سے تعلق رکھنے والے (موروثی) مسلمان بہت زیادہ حد تک دنیائے مغرب میں اپنے مذہب وعقیدہ کا موثر طور پر ابلاغ نہیں کر پاتے ہیں۔ کیونکہ ایک مغربی انسان کا طرز فکر اور ذہنی ساخت مختلف ہوتی ہے۔ لہذا داعی کو چاہیے کہ وہ ان کی ذہنی و فکری پیش رفت کا مکمل طور پر لحاظ رکھے۔ اسلام سے متعلق ان اہل مغرب کی تاریخی غلط فہمیوں اوران کی مذہبی

نفسیات کا بھی۔[1]

مراد ہوف مغرب میں اسلام سے متعلق عمومی طور پر پائی جانے والی غلط فہمیوں کا جائزہ لیتے ہوئے مغرب میں دعوت اسلام کی حکمت عملی اور اس کے شرائط و مطالبات کے سلسلہ میں رقم طراز ہیں:

"یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اسلام سے متعلق مغرب کی تمام غلط فہمیوں کے ڈانڈے تاریخی حقائق وارتقاء سے جا ملتے ہیں کوئی بھی شخص جو اس تہذیبی پیش رفت سے آگاہ نہیں ہے۔ مغرب میں دعوت و تبلیغ کا فرض کامیابی سے ادا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میری محکم رائے یہ ہے کہ کسی بھی خطے میں دعوت کا کام وہی مسلمان کریں جو خود اس خطے کی تہذیبی روایات میں پیدا ہوئے ہوں یا پلے بڑھے ہوں۔ داعی کو پتہ ہونا چاہیے کہ تبدیلی لانے اور قائل کرنے کے لیے کیا کرنا ضروری ہے۔ ایک بار پھر اس بات کو دہراتا ہوں کہ اسلام کو ان غلط فہمیوں کا جواب انہی لوگوں کے ذریعے دینا چاہیے جو مخاطبین اور سامعین کے سامنے ان کی بولی انہی کے لب و لہجے میں بولتے ہوں۔۔۔ چنانچہ یہ اشاعت اسلام کے سلسلہ میں بڑی خدمت ہوگی اگر مسلمان دانش ور خود کو بیک وقت کامیاب اہل علم اور ساتھ ہی اپنے عقیدے و مذہب کے قائل اور باعمل مسلمان کی حیثیت سے پیش کریں۔"

مراد ہوف مین مغرب میں دعوت اسلام کے ضمن میں رقم طراز ہیں:

"ہم یہ بات سمجھ لیں کہ دعوت کا سب سے کامیاب طریقہ یہ ہے کہ ہم خالص غیر اسلامی ماحول میں اسلام کے مطابق زندگی گزاریں خاموشی اور پر امن طریقے سے لیکن اقدامی طور پر اعتماد و اظہار کے ساتھ۔ آج یا کل ہمارے پڑوسی ضرور ہماری طرف متوجہ ہوں گے اور ہماری صفائی ستھرائی راست بازی، دوستی و محبت، ایمان داری و شرافت اور وقار و سنجیدگی سے ضرور اثر قبول کریں گے۔

---

[1] ۔ ہوف مین، مراد ولفرائڈ، خطبات بیاد خرم مراد، مرتبہ و ترجمہ سید راشد بخاری، درسہ ماہی، مغرب اور اسلام، اشاعت خاص بسلسلہ بیاد خرم مراد، ج4 ش 4-3، جولائی۔ دسمبر 2000ء، ص 46،47، فاضل مفکر نے ایک اور جگہ بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ مستقبل اسلام کے سائے میں مترجم و مرتبہ۔، نئی دہلی، مرکزی مکتبہ اسلامی، 2000ء، ص 32
Hoffmann, Murad Wilfroid, Khurram Murad Kuthbat, Martaba wa Marjma Syed Rashid Bukhari, Dursa Mahi, Maghreb and Islam, Special Publication Bayad Khurram Murad, Volume 4, 4-3, July-December 2000, p. 46.47

پھر وہ خود ہی سوال کریں گے اور ہم خود بخود اپنی دعوت کے درمیان ہوں گے۔"[1]

قرآن مجید نے اسلام کے بارے میں غیر مسلموں اوراہل کتاب کے رویے کا جگہ جگہ ذکر کیاہے اوراس رویے کی مناسبت سے مسلمانوں کوہدایات دی ہیں کہ وہ ان کے مقابلے میں کیا حکمت عملی اختیار کریں۔ضرورت یہ ہے کہ ہم یہ واضح کرسکیں کہ ہمیں غیر مسلموں کے طرز عمل کے حوالے سے کیارویہ اور حکمت عملی اختیار کرنی چاہیے۔ان کے کس طرح کے رویے کے مقابلے میں کیاطرز عمل اختیار کرناچاہیے۔اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مختلف غیر مسلموں کارویہ ایک دوسرے سے مختلف رہاہے ہمیں بھی اسی مناسبت سے ان کے رویے کی مناسبت سے حکمت عملی اختیار کرنے کاحکم دیا گیاہے۔

دور حاضر میں جب اہل مغرب کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اعتراضات کا سلسلہ جارحانہ انداز اختیار کرگیاتوہمارے ہاں ایک عام سوچ یہ پائی جاتی ہے اور عام پڑھالکھا مسلمان اس بات کاشدید احساس رکھتا ہے کہ غیر مسلموں کے اعتراضات کاجواب دیناہمارادینی فریضہ ہے اور ہمیں ان کاترکی بہ ترکی جواب دیناچاہیے۔بلکہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد دینی مفکرین سے شاکی ہے کہ وہ اہل مغرب کواسلام کے خلاف ان کے الزامات کا جواب نہیں دیتے۔

ایک طرف ہمارے ذہنوں میں یہ خواہش بھی موجود ہے کہ اسلام کے بارے میں اہل مغرب کے اعتراضات کا مکمل جواب دیناہمارادینی فریضہ ہے اوراگران اعتراضات کاجواب نہ دیاگیاتوہم نے دفاع دین کے حوالے سے اپنا فریضہ سرانجام نہیں دیا۔جوایک دینی اور علمی کوتاہی ہوگی۔دوسرانکتہ نگاہ اس کے بالکل برعکس ہے کہ اہل مغرب کوان کاکام کرنے دیں اور ہم اپناکام کرتے رہیں۔ان کے اعتراضات کاجواب دینے میں نہ لگ جائیں اوراعتراضات کاذکر کرکے ان کاجواب دینے سے ان لوگوں کو بھی مغرب والوں کے اعتراضات کاعلم ہوجائے گاجواب تک ان اعتراضات سے آگاہ نہ تھے۔اس انداز فکر کے حامل اہل علم کاخیال ہے کہ مخالفین توچاہتے ہیں کہ وہ اعتراضات و

[1] ۔ مغرب اور اسلام،اشاعت خاص بسلسلہ بیاد خرم مراد، ج4ش 3-4، جولائی۔دسمبر 2000ء، ص 46،47
Maghreb and Islam, special Ishaat Bayad Khurram Murad, Jild3, issue3-4 Jul-Dec2000, p46-47

الزامات میں مسلمانوں کو الجھادیں وہ ان اعتراضات کے جواب دینے میں الجھ جائیں، ان کا وقت اور صلاحتیں اسی کام میں صرف ہو جائیں اور یوں ہم مخالفین کے اس مقصد کو بالواسطہ طور پر پورا کر دیں کہ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو ان کے اصل کام سے ہٹادیں۔

قرآن مجید اس سلسلے میں ہمارا رہنما ہے۔ ہمیں قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن نے معترضین کے اشکالات کے دلائل کے ساتھ جوابات دیے۔ ان کارڈ کیا۔ البتہ اس سلسلے میں ہمیں قرآن کریم ہی سے رہنمائی حاصل کرنی ہے کہ ہمیں مستشرقین کا جواب کس طرح دینا چاہیے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قرآن نے اعتراض کرنے والوں، بے بنیاد سوال کرنے والوں، تضحیک کرنے والو، اور حقائق کا انکار کرنے والوں کو مکمل اور مسکت جواب دیا ہے۔ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مخالفت اور کشمکش میں مومنوں کو اصولی حکمت عملی بھی دی گئی ہے جسے ہم مومنین کے لیے ضابطہ اخلاق کہہ سکتے ہیں۔ قرآن کے مطالعہ سے یہ بات تو کہیں سے بھی معلوم نہیں ہوتی کہ مخالفین کے سامنے ہم چپ سادھ لیں اور کہہ دیں کہ تم نے جو کہنا ہے کہتے رہو۔ آپ صرف اپنے مشن پر قائم رہیں اور ان سے زیادہ الجھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان سے الجھنے سے تمہارا وقت اور صلاحتیں ضائع ہوں گی۔ قرآن مجید میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔[1]

اعتراضات، ابہامات اور اشکالات کی وضاحت کے سلسلے میں بھی ہمیں بہت سے پہلوؤں کو ملحوظ رکھنا ہو گا۔ قرآن مجید اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ کفار تمہیں بے مقصد سوالات میں الجھا کر تمہیں تمہارے مشن سے دور کرنے کی کوشش کریں گے اس سلسلے میں تمہیں ہوشیار رہنا ہو گا کہ تم ان کے اس منصوبے کا شکار نہ ہو جانا۔ اس سلسلے میں پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

> "مستشرقین کا انداز تحریر متاثر کن ہوتا ہے۔ ہر تحریر کے پیچھے ان کا ایک مخصوص مقصد کارفرما ہوتا ہے۔ عام قاری ظاہری الفاظ اور مضمون ہی کو لیتا ہے لیکن پس پردہ مقاصد کو ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ وہ حقائق کو اس طرح بدل ڈالتے ہیں کہ تحریر پڑھنے کے بعد ایک شخص طیش میں آجاتا ہے۔

---

[1]۔ الانعام: 102، 104، الغاشیہ: 22؛ النحل: 35؛ القصص: 55 ؛ ق :35 ؛الکہف: 6 ؛ الفرقان: 63
Al-An'am: 102 ; al-Ghāšiyah: 22; an-Naḥl: 35; al-Q¨aṣaṣ: 55; Q¨āf: 35; al-Kahf:6; al-Furq¨ān: 63

مستشرقین کے بارے میں لکھتے ہوئے ہمیں یہ بات ملحوظ رکھنا ہو گی کہ ان کی مذمت اور اسلام دشمنی کا چرچا کرنے کی بجائے ان کے اٹھائے ہوئے علمی نقطہ کا اسی زبان واسلوب سے جواب دیا جائے یاصورت حال کی وضاحت کی جائے جس زبان اور اسلوب سے اعتراض اٹھایا گیا ہے۔"

پروفیسر خلیق احمد نے اس کی مثال مولانا شبلی اور سرسید احمد خان سے دی ہے وہ لکھتے ہیں:

"یہ دونوں حضرات مستشرقین کے اعتراضات سے آپے سے باہر نہیں ہوئے۔انہوں نے بہ قائم ہوش وحواس سے جواب دیے۔بہت سے لوگ مستشرقین کے مطلوبہ خطوط پر چلے اور محض شور مچانے تک محدود رہ گئے۔کچھ لوگوں نے اس سلسلے میں میں چپ سادھ کر عافیت کی راہ اختیار کر لی۔ ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس نے اعتراضات کا جواب دینے والوں کو تنقید کا نشانہ بنایا کہ ان کا انداز معذرت خواہانہ ہے۔"[1]

مستغربین/مستشرقین کو دعوت دین کے حوالہ سے خصوصی ہدایات:

اس کے بارے بارے میں مستشرقین کے رویے کے مقابلے میں ہمیں کیاانداز داختیار کرنا چاہیے اس سلسلے میں یہ بنیادی اصول بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ہمیں یہ کام دعوت دین سمجھ کر سرانجام دینا ہے۔اس صورت میں وہی اصول ہمارے راہنماہوں گے جو دعوت کے کام میں راہنماہیں۔سورۃ النحل کی آیت میں یہ اصول یکجا طور پر بیان ہوا ہے:

﴿اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ﴾[2]

اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا اور ان سے اس طریقے کے ساتھ بحث کر جو سب سے اچھا ہے۔

---

[1] ۔ خلیق احمد نظامی، اسلام اور مستشرقین(اعظم گڑھ :دار المصنفین، 2007ء)، 2:19
Khaliq Ahmad Nizami, Professor, Islam and Orientalism (Azamgarh Dar Al-Musnafin, , 2007), 2:19

[2] ۔ سورة النحل :125
an-Naḥl:: 125

عمدہ نصیحت کا مطلب ہے تحریر یا گفتگو کے درمیان الفاظ کا انتخاب بہترین ہو۔ لب ولہجہ موہ لینے والا اور متاثر کن ہو۔ آپ کی گفتگو محض پر تکلف لفاظی نہ ہو۔ بھاری بھر کم الفاظ استعمال نہ کیے جائیں جو نصیحت کی جارہی ہو وہ مرتکز ہو۔

دعوت دین کا تیسرا اصول جدال باحسن ہے۔ مجادلہ باحسن کا مطلب ہے کہ اول تو کوشش کی جائے کہ حکمت اور عمدہ نصیحت کے تحت ہی مخاطب کو قائل کر لیا جائے لیکن اگر صورت ایسی ہو کہ مخاطب اپنے موقف سے آسانی سے ہٹنے کے لیے تیار ہو تو پھر بحث و تمحیص اس انداز سے کی جائے کہ فضا میں کھچاؤ نہ ہونے پائے۔ اہل کتاب کے ساتھ مجادلہ کی ایسی نوبت آ ہی جائے تو اسے احسن طریقے سے نمٹا جائے نہ کہ بات کو ماحول کی کشیدگی اور دلائل پیش کرتے ہوئے جوش بیان کے تبادلے اور ایک دوسرے پر علمی برتری حاصل کرنے کے لیے گرما گرم بحثوں کی نذر کر دیا جائے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾[1]

"اور اگر وہ تجھ سے جھگڑیں تو کہہ دے اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو تم کرتے ہو۔"

اس حوالے سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ہم مستشرقین کے بارے میں لکھتے ہوئے مناظرانہ انداز اختیار نہ کریں۔ بلکہ تحقیقی و علمی ماحول میں دوسروں کے لیے القاب اور انداز تخاطب اختیار کریں کسی کے موقف کی تردید کرتے ہوئے مہذب الفاظ استعمال کیے جائیں۔ علمی و تحقیقی بددیانتی جیسے الفاظ استعمال کرنے سے گریز کیا جائے۔

مخاطب کے مقام و مرتبہ کا لحاظ رکھنا:

مستشرقین کے ساتھ علمی و فکری گفتگو کرتے یا لکھتے ہوئے ہمیں قرآن کریم سے یہ اصول بھی ملتا ہے کہ کسی طرح کی جارحانہ یلغار یا مذمتی انداز اختیار کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ یہ اصول سورہ البقرہ کی آیات 47 اور 122 سے اخذ ہو سکتا ہے:

﴿يٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى

---

[1] ۔ سورۃ الحج: 68

al-Ḥajj: 68

الْعٰلَمِيْنَ﴾[1]

"اے بنی اسرائیل! میری نعمت یاد کرو جو میں نے تم پر کی اور یہ کہ بلاشبہ میں نے ہی تمہیں جہانوں پر فضیلت بخشی۔

دعوت دین کے متعلق مستغربین/مستشرقین کے اعتراضات کا جائزہ:

مغرب کے اکثر مستشرقین کی یہ رائے ہے کہ اسلام صرف مسلمان فاتحین کی تلوار سے پھیلا ہے، مستشرقین کے اس اعتراض کا جواب ہم اہل یورپ کے ہی ایک نامور استاد پروفیسر تھامس آرنلڈ کی شہرہ آفاق کتاب The perching of Islam[2] سے دیتے ہیں کہ یورپ کے مستشرقین یہ رائے تاریخی حقائق کی روشنی میں کسی طرح صحیح نہیں کہ اسلام مسلمان فاتحین کی تلوار سے پھیلا ہے۔ بلکہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے اپنے مذہب کی سچائی کے بارے میں یہی وہ جوش و خروش ہے جس کے طفیل مسلمانوں نے اسلام کے پیغام کو ان تمام ملکوں کے باشندوں تک پہنچایا جہاں وہ داخل ہوئے ہیں۔ اسی لیے اسلام کا شمار صحیح طور پر ان مذاہب میں ہوتا ہے جن کو ہم مشنری یا تبلیغی کہتے ہیں۔ تبلیغ اسلام کا یہ جوش کیسے پیدا ہوتا ہے؟ وہ کون سی قوتیں تھیں جنھوں نے اس

---

[1]۔ البقرہ :47

al-Baq¨arah: 47

[2]۔ تھامس آرنلڈ ایک انگریز عالم تھے انہوں نے فلسفہ اور عیسائی مذہب کی خصوصی تعلیم کیمبرج یونیورسٹی میں حاصل کی۔ ابتداء میں ان کی توجہ اسلام اور تاریخ اسلام کی طرف یورپین مستشرقین کی طرح معاندانہ ہی تھی۔ مگر مداحین اسلام میں شمار ہونے لگے۔ تھامس 1888ء میں پروفیسر ہو کر علی گڑھ آئے پھر 1898ء میں لاہور آگئے اور یہیں ڈاکٹر علامہ اقبال نے ان سے استفادہ کیا۔ علامہ سید سلیمان ندوی نے پروفیسر آرنلڈ کا تذکرہ یاد رفتگاں میں کیا ہے۔ جون 1930ء میں ان کا انتقال لندن میں ہوا۔ یہ کتاب انہوں نے علی گڑھ میں لکھی تھی کتاب کا موضوع یہ ہے: کیا اسلام کی اشاعت اس مذہب کے سادہ اصول اور علماء اسلام کے اخلاق حمیدہ کا نتیجہ ہے"۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ نے تحریر کیا ہے۔ جس کی طبع اول حسب الارشاد سر سید احمد خان 1898ء میں ان کی وفات سے کچھ عرصہ قبل ہوئی تھی اور طبع دوم 1964ء میں کراچی سے ہوئی تھی۔ وہ لکھتے ہیں کہ عیسائیوں کی مشنری سوسائٹیاں اب پہلے کی نسبت مسلمانوں کے درمیان تبلیغی کوششوں پر زیادہ توجہ مبذول کررہی ہیں لہذا اس تبلیغی کام کو ان کی مطبوعات میں پہلے کی بہ نسبت زیادہ جگہ مل رہی ہے۔ اس کتاب کی تمہید میں انھوں نے پروفیسر میکس موکر Max Muller کے خطبہ کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے مسیحی مشنروں کے جلسہ دعائیہ دسمبر 1873ء میں دیا جس میں انہوں نے دنیا کے مذاہب کو چھ میں تقسیم کیا ہے اور پھر دعوت کے حوالہ سے دو حصوں میں تبلیغی مذاہب میں عیسائی، بدھ مت اور اسلام کو رکھا ہے اور غیر تبلیغی میں ہندومت، زرتشت اور یہود کو رکھا ہے اس اعتبار سے اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔

کو ابھارا اور اس تبلیغ کے لیے کیا کیا طریقے اختیار کیے؟ دنیا کے تمام براعظموں میں پھیلے ہوئے مسلمان اسی تبلیغی سرگرمی کی زندہ شہادت ہیں جو تیرہ صدیوں سے جاری ہے۔

ایک اہم اعتراض جو یہ کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں دعوت دین کا کام کیا اور مدینہ منورہ میں جہاد کا اس اعتراض میں کوئی وزن نظر نہیں آتا۔ کیونکہ مکہ مکرمہ میں دعوت دین کا تسلسل مدینہ منورہ میں برقرار رہا بلکہ بیعت عقبہ کے بعد باقاعدہ سرکاری تقرری کے طور پر مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو معلم و مبلغ بنا کر مدینہ روانہ کر دیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ پہنچ کر اسی تسلسل کو آگے بڑھایا۔ بادشاہوں کے نام دعوتی خطوط اس کا اہم ثبوت ہے۔

پروفیسر تھامس آرنلڈ نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اور اسلام نے تمام فتوحات اپنی آفاقی تعلیمات و روحانیات کے ذریعے حاصل کی۔ انھوں نے دعوت دین کے متعلق آیات پیش کر کے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ فریضہ تبلیغ ایسی چیز نہیں کہ اس کا خیال بعد کے زمانے میں پیدا ہوا ہو۔ وہ فرض ہے کہ جو مسلمانوں پر ابتدا ہی سے عائد کر دیا گیا تھا۔ اور اس کے اصول و قواعد بھی بیان کر دیے جس میں کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ اسے جبر کے ذریعے نافذ کرو بلکہ فرمایا گیا کہ:

﴿اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ﴾[1]

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا۔"

﴿لَاۤ اِكۡرَاهَ فِى الدِّيۡنِ﴾[2]

"دین میں کوئی زبردستی نہیں۔"

بلکہ پروفیسر صاحب نے کتاب میں ایک عنوان یہ بھی بنایا ہے کہ ایسے نو مسلم جنہوں نے براہ راست تبلیغ کے بغیر اسلام قبول کیا اس میں سب سے پہلا شخص ایک یونانی Theodisclus تھا جو اشبیلیہ کے بڑے اسقف سینٹ ازیدور د 632ء کے بعد جانشین ہوا۔ اس موضوع پر ایک کتاب: "ہدیۃ الاریب فی الرد علی اہل الصلیب"

[1] ـ سورة النحل:125
an-Naḥl:125
[2] ـ سورة البقرہ:256
al-Baqarah: 256

ہے جس میں ایسے پادریوں کا بھی ذکر ہے جو اسلام سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔
پروفیسر صاحب نے پوری دنیا میں دعوت اسلام کی جو تاریخ بیان کی ہے وہ عدم تشدد پر مبنی ہے۔ مثلاً وہ عنوان بناتے ہیں: ''اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے اسلام کی روحانی فتوحات، وسعت عالم اسلام، جبر واکرام کی ممانعت، پرامن تبلیغ کی تاکید'' مثلاً وہ مغربی علماء کی غلط فہمی کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"مغربی علماء اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہجرت مدینہ کے بعد رسول اللہ ﷺ واعظ اسلام نہ رہے بلکہ وہ ایک متعصب شخص ثابت ہوئے کہ جنہوں نے بزور شمشیر دعوت اسلام پیش کی۔ وہ لکھتے ہیں کہ مغربی علماء کا یہ تصور بالکل غلط ہے بلکہ بہت سارے قبائل کے ہاں آپ خود ہی تشریف لے گئے اور مبلغین کو بھی بھیجا بعض اوقات انہیں ناکامی ہوئی ان سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی کوششیں خالص تبلیغی تھیں اور کسی طرح کا جبر اختیار نہیں کیا گیا تھا۔ مثلاً 4 ہجری میں بنو ثاثہ کی طرف واپسی، بنو سعد کا قبول اسلام، جہینہ کا قبول اسلام، بنو دوس کا قبول اسلام وغیرہ۔"[1]

اسی طرح دیگر ابواب میں مغربی ایشیاء کی عیسائی قوموں میں اسلام کی اشاعت کے ضمن میں بہت ساری مثالیں بیان کی گئی ہیں جو اہل اسلام کی رواداری دعوتی و تبلیغی مشن کو اجاگر کرتی ہیں۔ افریقہ کی عیسائی اقوام میں اسلام کی اشاعت، اسی طرح اندلس کے عیسائیوں میں اسلام کی اشاعت، ترکوں کے ذریعے اشاعت اسلام، ہندوستان میں اشاعت اسلام، چین میں اشاعت اسلام، افریقہ میں اشاعت اسلام، ملائیشیا اور انڈونیشیا میں اسلام کی اشاعت وغیرہ شامل ہیں۔ ان عناوین سے معلوم ہوتا ہے کہ پوری دنیا میں اسلام بغیر جبر و اکراہ اور رواداری کے ذریعے فروغ پایا۔ ابتداً رسول کریم ﷺ کی مکی دعوت کا ذکر کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسلام ابتدا ہی سے تبلیغی مذہب ہے۔ ہجرت حبشہ، سفر طائف، حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ مغربی ایشیا کی عیسائی قوموں میں اسلام کی اشاعت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

تبدیلی مذہب کے معاملے میں جبر و تعدی کو بالکل دخل نہ تھا یہ بات عیسائیوں اور مسلمانوں کے

---

[1] ۔ دعوت اسلام، ص 55۔ کتاب کے آغاز میں پروفیسر صاحب لکھتے ہیں رسول اکرم ﷺ بحیثیت "مبلغ اسلام" کی سرخی میں کہ "ہم آپ ﷺ کی سیرت پر محض داعی اسلام کی حیثیت سے نگاہ ڈالیں گے"۔
Da'wate Islam, p 55

باہمی دوستانہ تعلقات سے ثابت ہے۔ خود رسول اکرم ﷺ نے چند مسیحی قبیلوں سے عہد نامے کیے تھے اور ان کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا اور اس بات کی ضمانت دی تھی کہ وہ اپنے مذہبی معاملات میں آزاد رہیں گے اور ان کے قسیس اور پادریوں کے حقوق اور اختیارات بدستور قائم رہیں گے۔ یہاں وہ ایک دلیل اور دیتے ہیں کہ دنیا میں عباسی خلفاء کے زمانے تک عرب کے لوگ عیسائی رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اسلامی حکومت کے ابتدائی ایام میں انہیں جبراً مسلمان بنانے کی کوشش کی جاتی تو اب تک وہ عیسائی نہ رہتے۔

اسی طرح مسلمانوں کی رواداری کے عنوان سے بھی تاریخی مثالیں پیش کی ہیں خصوصاً جب اسلامی لشکر اردون کی وادی میں پہنچا تو ملک کے عیسائی باشندوں نے عربوں کو دیکھا کہ اے مسلمانوں ہم تمہیں رومیوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ ہمارے ہم مذہب ہیں کیونکہ تم ہمارے ساتھ عہد وپیمان کے زیادہ پابند ہو اور ہمارے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے ہو اور بے انصافی سے احتراز برتتے ہو۔[1]

"عیسائیت چھوڑنے کے اسباب" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

بزور شمشیر پھیلا ہے اور ہم اس بات پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ جبر اکراہ کی بجائے دوسرے اسباب تلاش کریں جو ان کی تبدیلی مذہب کا موجب ہوئے۔

شمالی افریقہ میں اشاعت اسلام کے حوالے سے لکھتے ہیں سیریانی اور سینٹ آگیٹن کا کلیسا کہیں بھی ثبوت نہیں ملتا کہ مسلمانوں فاتحین نے اس پر ظلم وستم کیا تھا اور اس کو جبراً مسلمان بنایا تھا۔

نتیجہ بحث

بعثت رسول اللہ ﷺ کا اہم مقصد دین اسلام کی نشر واشاعت اور تبلیغ ہے جو مختلف اسالیب اور پیرائے کے ساتھ دور حاضر تک جاری ہے۔ عصر حاضر میں جدید انفار مشین ٹیکنالوجی کی وجہ سے اسلام کے دعوتی و تبلیغی عمل کو مزید موثر بنانے کے مواقع بہت حد تک بڑھ گئے ہیں۔ مطالعہ مذاہب سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دین اسلام کے علاوہ تمام مذاہب غیر معتبر ہیں اور انہیں تاریخی اعتباریت بھی حاصل نہیں، جب کہ اسکے برعکس دین اسلام

[1] ۔ فتح الشام، 97

Fateh al-Sham, , p 97

اپنے پیغام کی تاریخیت، ابدیت، اور کاملیت سے معتبر ثابت ہو چکا ہے۔اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اہل استشراق نے دعوت اسلام کا تاریخی مطالعہ پیش کیا۔ جس میں سے نمایاں: پروفیسر تھامس آرنلڈ 1878-1930ء جنہوں نے "The Preaching of Islam, A History of the Propagation of the Muslim Faith" کے نام سے کتاب تحریر کی۔ جس میں پروفیسر تھامس آرنلڈ نے دلائل کے ساتھ اسلام کی دعوت کی تاریخ بیان کی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی دعوت و تبلیغ کے مناہج واسالیب کا ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے تیرہ ابواب بنائے ہیں۔

ایک اور بڑے مستشرق منٹگمری واٹ نے دو اہم کتابیں تحریر کیں محمد ایٹ مکہ اور محمد ایٹ مدینہ اس میں انہوں نے اسلام کی دعوت و تبلیغ کے اسالیب و مناہج پر تفصیلی بحث کی ہے۔ کہ عالم انسانیت میں اسلام پر امن دین ہے جس کی ترویج واشاعت اسلام کے آفاقی اصول "دعوت" اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ کے اصول کے مطابق ہوئی ہے۔

سفارشات

1. مغربی ممالک بالخصوص غیر مسلم ممالک میں موجود مسلم ممالک کے سفار تخانوں کو اسلام کا مثبت تاثر اُجاگر کرنے کے لیے مقامی آبادی کے لیے دعوتی پروگراموں کا انعقاد کروانا چاہیے۔
2. مغربی ممالک میں جانے والے مسلم افراد کی باقاعدہ ٹریننگ کا اہتمام کیا جائے اور اصول و قواعد سے آگاہ کیا جائے اور ان کے ممالک کے قوانین کا مطالعہ بھی کروایا جائے۔
3. دعوت دین کے لیے قرونِ اولیٰ کے مسلم مفکرین کی آراء و تجاویز اور حکمت عملی کو پیش نظر رکھا جائے تاکہ موثر انداز میں دعوت دین کا کام ہو سکے۔
4. دعوت دین کے متعلق اسلام کے روادارانہ غیر متعصبانہ، مصلحانہ اسلوب کو پیش نظر رکھا جائے۔
5. اعلیٰ مسلم حکام کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ دینی، اسلامی ادب کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک مشترکہ نصاب ترتیب دیا جائے اور اسی نصاب کو پھیلانے کا انتظام کیا جائے۔
6. مغربی ممالک کی یونیورسٹیز کے شعبہ ہائے دینیات کے ساتھ معادلہ MOU کیے جائیں اسکالرز

کے Exchange پروگرام ترتیب دیئے جائیں جس سے باہمی آراء و خیالات کا تبادلہ ہو سکے۔

7. دعوت دین کے متعلق شکوک و شبہات کو رفع کرنے کے لیے مغربی اسکالرز کے ساتھ انفار میشن ٹیکنالوجی کے ذریعے بھی کانفرنسز رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔

8. پروفیسر تھامس آرنلڈ جیسے اساتذہ جنھوں نے غیر متعصبانہ انداز میں اپنی تحقیقات پیش کیں ان تحریرات کو اسلامیات کے نصاب کا حصہ بنانا چاہیے۔